مثالی نظام تعلیم کی تشکیل اور حکومتی ذمہ داریاں (عصر حاضر کے تناظر میں)

ڈاکٹر طاہرہ بشارت*

ام سلمی*

Education in the Muslim world and Islamic education have increased much attention in the past few years due to the thought link between those issues hesitations for development and in between the Muslim world and elsewhere. This periodical attempts to define Islamic education, provide an detailed analysis of the educational systems and Islamic education in the Muslim world, using political-historical, socio-cultural, and religious analytical approaches, and categorize challenges in improving Islamic education. The publication concludes with a combination of approaches and strategies for improving education in Muslim Educational Institute There can be no two opinions about the fact that our education must be based on Islamic principles, not because it is in keeping with the objectives of the grassroots, but because we firmly believe that it is the most progressive, dynamic and healthy system of education. Which alone can meet all challenges of all times and lead humanity to the path of peace and security, knowledge and social awareness and even to higher concepts which it may be too early to visualize.

اسلام میں تعلیم و تعلم کی قدر و منزلت بہت زیادہ ہے، اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جس میں زندگی گذارنے کے ہر پہلو پر واضح و روشن تعلیمات موجود ہیں، تعلیم بنیادی انسانی ضروریات میں سے ہے، اور اس کی کثیر الجہت اہمیت خود اس امر کی متقاضی ہے کہ اسے بھرپور توجہ کا مستحق قرار دیا جائے، ایک اسلامی نظریاتی مملکت ہونے کے ناطے بھی ہمارے لئے لازم ہے کہ تعلیم کو بھرپور توجہ دی جائے ، کیونکہ ایک نظریاتی ریاست ہونے کی بنا پر اس کو بیک وقت بے شمار چیلنجز کا سامنا، اسلامی ریاست کے نظریات کے تناظر میں تہذیبی، تمدنی، ثقافتی، مذہبی و دینی روایات، افکار و اقدار اور اعتقادات کا تحفظ شامل ہے ان عصری مسائل کا مقابلہ دینی، مذہبی و ثقافتی تعلیمات و روایات سے مکمل طور پر بہرہ مند افراد ہی کر سکتے ہیں، جس کے لئے تعلیم انتہائی ضروری ہے

تعلیم کا اسلامی تصور (قرآن و سنت)

علم کے معنی معلومات اور مدرکات یعنی جاننے اور پہچاننے کے ہیں، یہ باب سمع سے ہے،، یہ باب سمع سے ہے،

---

* پروفیسر، ادارہ علوم اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور۔

* پی ایچ ڈی سکالر، ادارہ علوم اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور۔

جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ " **رجل عالم وعلیم**[1]" اس کی جمع علوم اور عالم کی جمع علماء وعلام آتی ہے[2]"

"لفظ علم کی نسبت جب انسان کی طرف کی جائے تو اور یوں کہا جائے علم الرجل تو معنی ہوں گے **حصلت لہ حقیقۃ العلم** (اسے علم کی حقیقت حاصل ہو گئی) اور اگر یہ شیء یا امر کی طرف منسوب ہوا اور یوں کہا جائے **علم علم الشئی یا علم الامر** تو اس کے معنی ہوں گے **عرفہ وتقینہ** (اسے اس چیز کی معرفت اور کامل یقین حاصل ہو گیا) [3]علم اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ہے، اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ علیم، عالم اور علام ہے "[4]

ابو الحسن الرازی مقابیس اللغہ میں لکھتے ہیں کہ:

"(علم) العین، واللام والمیم اصل صحیح واحد، یدل علی اثر بشیء یتمیز بہ عن غیرہ"[5]

علم کا مادہ ع، ل، م ہے اور یہ اصل صحیح واحد ہیں

مولانا وحید الزماں قاسمی کیرانوی الجدیدہ میں لکھتے ہیں کہ:

"علم ضد ہے جہل کی اور اس کے معنی ہیں علم، تعلیم اور معلومات کے "[6]

Knowledge means: facts, information and skills acquired through experience or education, the theoretical or practical understanding of subject[7]

اللہ تعالیٰ کی یہ صفات قرآن مجید میں بھی بیان ہوئی ہیں کہ وہ دنیا کے تمام علوم کا مالک ہے اور اور چیز کو جانتا ہے

"عالم الغیب والشہادۃ علام الغیوب "[8]

اور امام زہری کے بقول ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول کی تائید اس فرمان خداوندی سے ہوتی ھے

"انما یخشی اللہ من عبادہ العلموا"[9]

بلاشبہ اللہ سے اس کے بندوں میں سے صرف علماء ہی ڈرتے ہی

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور فرماتے ہیں کہ

لیس العلم بکثرۃ الحدیث ولکن العلم بالخشیۃ[10]

علم صرف کثرت سے احادیث (اور اسلامی احکام) جاننے کا نام نہیں، علم تو خشیت الٰہی کا نام ہے

علم اور اہل علم کی عظمت قرآن کی نگاہ میں:

اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۞ خَلَقَ الْإِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۞ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ ۞ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۞ عَلَّمَ الْإِنسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ[11]

اس خدا کا نام لے کر پڑھو جس نے پیدا کیا ہے، اس نے انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا ہے، پڑھو اور تمہارا پروردگار بڑا کریم ہے جس نے قلم کے ذریعے تعلیم دی ہے، اور انسان کو وہ سب کچھ بتادیا ہے جو اسے نہیں معلوم تھا (یعنی وہ اس سے قبل نہیں جانتا تھا)

"شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُو الْعِلْمِ"[12]

اللہ ' فرشتے اور اہل علم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔'

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالی نے اپنے ساتھ فرشتوں اور پھر اہل علم کا ذکر فرمایا۔ امام قرطبی فرماتے ہیں کہ اس آیت میں علم کی فضیلت اور علماء کی عظمت کا ذکر ہے۔ اگر علماء سے زیادہ کوئی معزز ہوتا تو اس کا نام بھی فرشتوں کے ساتھ لیا جاتا[13]

اسی طرح سورہ طٰہٰ میں اپنے نبی ﷺ کو حکم دیا

وَقُل رَّبِّ زِدْنِي عِلْمًا[14]"

کہ اپنے رب سے علم میں اضافہ کی دعا کرو۔

گویا علم اتنی اہمیت والی چیز ہے کہ جس میں اضافہ کیلئے مانگنے کا نبی کریم جیسی ہستی کو حکم دیا جا رہا ہے۔ اگر اس سے زیادہ اہمیت والی کوئی چیز ہوتی تو اس کے مانگنے کا حکم بھی دیا جاتا۔ سورہ فاطر میں فرمایا:

إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ غَفُورٌ[15]

بے شک اللہ سے وہ بندے خشیت اختیار کرتے ہیں جو اہل علم ہیں بے شک اللہ غفور رحیم

اہل علم نے کہا یہ آیت علماء کی شان بیان کرتی ہے اور اس امتیاز کو حاصل کرنے کیلئے اللہ سے تقوی اور خشیت ضروری ہے۔ یاد رکھو کہ علم محض جان لینے کا نام نہیں، خشیت و تقویٰ کا نام ہے

"قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون"[16]

اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ سلم) کہہ دیجیے کیا علم رکھنے والے (عالم) اور علم نہ رکھنے والے (جاہل) برابر ہو سکتے ہیں۔ نصیحت تو وہی حاصل کرتے ہیں جو عقل والے ہیں۔

"یَرْفَعْ اللّٰہُ الَّذِینَ آمَنُوا مِنْکُمْ وَالَّذِینَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَا"[17]

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور جو علم دیے گئے ہیں اللہ ان کے درجات بلند کرے گا

"کَمَا أَرْسَلْنَا فِیکُمْ رَسُولاً مِّنکُمْ یَتْلُو عَلَیْکُمْ آیَاتِنَا وَیُزَکِّیکُمْ وَیُعَلِّمُکُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَۃَ وَیُعَلِّمُکُم مَّا لَمْ تَکُونُوا تَعْلَمُونَ۝" [18]

بے شک ہم نے آپ میں سے ہی ایک رسول بھیجا جو تم لوگوں پر آیات کی تلاوت کرتے ہیں ،تزکیہ نفس کرتے ہیں اور کتاب و حکمت کی تعلیم دیتے ہیں اور وہ علم سکھاتے ہیں جس کو تم نہیں جانتے

"ھُوَ الَّذِی بَعَثَ فِی الْأُمِّیِّینَ رَسُولًا مِّنْھُمْ یَتْلُوا عَلَیْھِمْ آیَاتِہِ وَیُزَکِّیھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَۃَ وَإِن کَانُوا مِن قَبْلُ لَفِی ضَلَالٍ مُّبِینٍ[19] ۝

وہ اللہ ہے جس نے تم (ان پڑھ لوگوں) میں ایک رسول بھیجا جو تم میں سے ہے جو تم پر آیات کی تلاوت کرتا ہے، تزکیہ نفس کرتا ہے، اور کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے اس سے قبل تم کھلی گمراہی میں تھے۔

معلم انسانیت پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفی (ص) ارشاد فرماتے ہیں

مَنْھُومَانِ لَا یَشْبَعَانِ طَالِبُ دُنْیَا وَ طَالِبُ عِلْمٍ[20]"

دو بھوکے ایسے ہوتے ہیں جو کبھی سیر نہیں ہوتے ا۔ علم کا بھوکا (طالب علم) ۲۔ مال کا بھوکا (طالب دنیا)

مثل الذی یتعلم العلم فی صغرہ کالنقش علی الحجر و مثل الذی یتعلم العلم فی کبرہ کالذی یکتب علی الماء[21]

بچپن میں علم حاصل کرنا ایسے ہے جیسے پتھر پر لکیر (کہ جو کبھی ذہن سے نہیں مٹتا) اور لڑکپن میں علم حاصل کرنا ایسے ہے جیسے پانی پر لکھنا ایک دوسرے مقام پر علم اور طالب علم کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے ارشاد فرماتے

"ما من خارج خرج من بيته في طلب العلم إلّا وضعت له الملائكه أجنحتها رضا بما يصنع حتّى يرجع"[22]

کوئی طالب علم بھی طالب علم اپنے گھر سے حصول علم کی غرض سے اپنے گھر سے نکلتا ہے تو فرشتے اپنے پروں کو اسکے قدموں میں بچھا دیتے ہیں یہاں تک وہ اپنے گھر واپس پلٹ جائے

حدیث نبوی ﷺ ہے

"طلب العلم من المهد الی الهد "علم کرو حاصل کرو ماں کی گود سے لے کر گور تک تعلیم دینے والے معلم اور استاد کی فضیلت بیان کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

"خیر کی تعلیم دینے والے شخص کے لئے اللہ تعالیٰ فرشتے، اہل آسمان، اہل زمین، حتیٰ کہ چونٹیاں اپنے بلوں میں اور مچھلیاں پانی میں دعائے خیر کرتی ہیں"[23]

فرضیت علم کا براہ راست بیان بے شمار احادیث میں بھی آیا ہے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

حصول علم تمام مسلمانوں پر (بلا تفریق مرد و زن) پر فرض ہے[24]

اسی طرح ایک موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا "علم حاصل کرو خواہ چین جانا پڑے، بے شک علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے[25]

ایک اور مقام پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

جو شخص علم حاصل کرنے کے لئے کوئی راستہ اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے[26]

راہ علم میں کوشش کے باوجود بھی علم حاصل نہ ہو سکا تو بھی اس جدوجہد کو ضائع نہیں کیا جائے گا

"نبی ﷺ نے فرمایا کہ

جو شخص کسی علم کی تحصیل میں لگا اور اسے حاصل کر لیا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے دو
حصے ثواب لکھے گا اور جو شخص کسی علم کی تحصیل میں لگا اور اسے حاصل نہ کر سکا تو
اس کے لئے ایک حصہ ثواب ہو گا[27]

اسلامی نظام تعلیم ایک ہمہ جہت تعمیری و انقلابی تعلیم کا خواہاں ہے، جس کے جلو میں نہ صرف سیاسی ہنگامہ خیزی اور فکری آزادی پروان چڑھتی ہے، بلکہ جو ہمہ نوع و ہمہ جہت مثبت و تعمیری تبدیلیوں کا سبب وذریعہ بنتی ہے۔ اس کے بنیادی خدوخال پیش کرنا خود ایک طویل مقالے کا موضوع ہے۔ ذیل میں اختصار کے ساتھ اس کے چند اہم نکات پیش کیے جاتے ہیں

لازمی وجبری تعلیم

اسلام میں تعلیم لازمی ہے۔ تعلیم کی ہمہ جہت اہمیت کے پیش نظر اختیاری تعلیم کا اسلام کے ہاں کوئی تصور نہیں۔ تعلیم ہر ایک کے لیے ہے اور لازمی ہے۔ خواندگی ایسی چیز نہیں ہے جسے عوام کی مرضی پر چھوڑا جا سکے، کیوں کہ ناخواندہ افراد تو علم رکھتے ہیں نہیں، ان سے یہ توقع کیسے کی جا سکتی ہے کہ وہ سب علم کی اہمیت کا ادرک رکھتے ہوں گے ، یہ فریضہ تو حکومت کا ہے کہ وہ ان کے سامنے تعلیم کی اہمیت کو اجاگر کرے اور انہیں حصول علم پر آمادہ کرے۔ خصوصاً کسی اسلامی معاشرے میں ناخواندہ افراد قطعاً قابل قبول نہیں ہو سکتے۔ اس لیے آپ ﷺ نے علم کی فرضیت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ:

"طلب العلم فریضة علی کل مسلم"[28]

علم کا حصول ہر ایک پر فرض ہے

آپ ﷺ کے عہد مبارک میں ہر نو مسلم کے لئے مختلف علوم کا جاننا ضروری تھا، جس کے لئے مختلف افراد اور تعلیمی ادارے سرگرم تھے اور[29]

"اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر خانہ بدوش بدوؤں کے لئے
قرآن مجید پاک کی جبری تعلیم کا حکم دیا اور اس کے لئے گشتی ٹیمیں بنائیں جو
لوگوں کی ذہنی استعداد کے مطابق تعلیم دیتے تھے، اور ضرورت کے مطابق
اساتذہ کے حوالے کر دیتے تھے" [30]

ایک ابوسفیان نامی شخص کو چند افراد کے ساتھ اس کام پر مامور کیا کہ وہ قبائل میں گھوم پھر کر ہر شخص کا امتحان لیں اور جس کو قرآن کا کوئی حصہ یاد نہ ہو اسے سزا دیں اور قرآن کا کچھ حصہ یاد کروا دیں[31]

مفت تعلیم:

اسلام میں مفت تعلیم کی ترغیب دی گئی ہے، حضور ﷺ کے زمانے میں تعلیم بغیر کسی معاوضے کے دی جاتی تھی اور مسلمان عالم کے لئے لازم تھا کہ وہ علم دوسروں تک بھی پھیلائے کتمان علم کی وعید کی گئی ہے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

" جس سے علم کے متعلق کوئی سوال ہو اور اس نے چھپایا تو اللہ تعالیٰ اسے روز قیامت آگ کی لگام پہنائے گا"[32]

بعد کے دور میں بھی تعلیم مفت رہی بالخصوص خلافت راشدہ کے دور میں آپ نے نہ صرف مسلمانوں کے لئے تعلیم و تربیت کا انتظام کیا

"بلکہ نو مسلموں کے لئے بھی مختلف مکاتیب بنائے جن کے معلمین کی تنخواہیں بیت المال سے ادا کی جاتی تھیں، اس دور میں قرآن کریم، احادیث، سیرت وغزوات، فقہ، ادب عربی، علم الانساب اور کتابت وغیرہ کی مفت تعلیم دی جاتی اور ساتھ ساتھ وظائف کا بھی انتظام ہوتا"[33]

حکومتی اہتمام کے علاوہ اساتذہ کرام تنخواہ لینے سے گریز کرتے تھے اور عمومی طور پر نجی طور پر بھی معاوضہ قبول نہ کیا جاتا تھا

"حضرت عمر بن عبد العزیز نے یزید بن ابی مالک اور حارث بن ابی محمد اشعری کو گشتی mobial معلم مقرر کر کے ان کی تنخواہ مقرر کر دی یزید نے تنخواہ قبول کر لی، حارث نے نہ کی، حضرت عمر بن عبد العزیز نے فرمایا کہ یزید نے جو کچھ کیا ،اس میں کوئی خرابی نہیں، البتہ اللہ تعالیٰ حارث جیسے افراد کثرت سے پیدا کرے"[34]

بچوں کی تعلیم:

بچے کسی بھی قوم کا مستقبل ہوتے ہیں اور ان کی اچھی تعلیم و تربیت کرنا اور تعلیم دینا ان کا بنیادی حق ہے اور ان کو تعلیم دینا در حقیقت ان کے مستقبل کو سنوارنا قوم کا مستقبل سنوارنے کے مترادف ہے، حضرت عروہ بن زبیر کا قول ہے

"تم علم حاصل کرو، اگر تم قوم میں سب سے چھوٹے ہو تو کل دوسرے لوگوں میں (علم کی وجہ سے) تم بزرگ بن جاؤ گے"[35]

اس لئے آپ ﷺ نے بچوں کی تعلیم کی بہت زیادہ تلقین فرمائی، اور بچپن میں بچوں کا حافظہ بہت قوی ہوتا ہے، اس لئے حضرت حسن بصری کا قول ہے:

" بچپن میں تعلیم حاصل کرنا ایسے ہے جیسے پتھر پر نقش اور بڑھاپے میں تعلیم حاصل کرنا ایسے ہے جیسے نقش بر آب (یعنی پانی پر نقش)[36]۔"

آپ ﷺ نے بچوں کی تعلیم و تربیت کی خاص تاکید فرمائی اور فرمایا کہ والدین کا آپنے بچوں کو تعلیم دینا بہترین تحفہ ہے اس کی تاکید یوں فرمائی

"کوئی والد اپنے بچے کو اس سے بہتر کوئی عطیہ نہیں دے سکتا کہ وہ اس کو اچھی تعلیم دے[37]"

اور بچوں کو تعلیم دینا اور پھر ادب و آداب سکھانے کی بھی تلقین فرمائی اور اس عمل کو صدقے کے مترادف قرار دیا

" آدمی کا اپنے بیٹے کو ادب سکھانا ایک صاع صدقہ کرنے سے بہتر ہے[38]۔

معذوروں کی تعلیم:

اسلام میں کسی کی جسمانی کمزوری یا کمی کسی کے حقوق کی راہ میں حائل نہیں ہو سکتی، کسی پر اس کی اہلیت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالا گیا، جسمانی کمزوریوں کو حسن عمل اور محنت کی دولت میں پوشیدہ کر دیا، اور معذروں نے تاریخ میں وہ کارنامے سرانجام دیئے کہ صحت مند افراد رشک کرنے لگے اس کی مثال صحابی ام مکتومؓ کی ہے کہ:

"جنہیں یہ شرف حاصل ہے کہ آپ ﷺ نے انہیں اپنی غیر موجودگی میں (مدینہ سے باہر جانے کے بعد) مدینہ منورہ جیسی اسلامی ریاست کے لئے، اپنا قائم مقام مقرر کیا اور یہ سعادت آپ کو دس مرتبہ حاصل ہوئی"[39]

ایک نابینا صحابی نبی ﷺ کی نیابت کا فریضہ، تعلیم و تربیت کے اعلیٰ مدارج طے کئے بغیر کیسے حاصل ہو سکتا ہے؟

"اسلام میں معذورں کی قدر و منزلت کا یہ سلسلہ جاری رہا اور بہت سے
نامور معذور اہل علم گذر چکے ہیں ہر دور میں اور ہر فن میں بڑے بڑے جلیل
القدر علماء نابینا اور معذور گذرے ہیں"[40]

آج کے دور میں بھی معذوروں کی تعلیم و تربیت کی اشد ضرورت ہے، اور یہ حکومت وقت کی ذمہ داری اور بنیادی فرائض میں بھی شامل ہے

خواتین کی تعلیم:

ایک مثالی حکومت کے لئے لازم ہے کہ وہ وہ خواتین کی تعلیم کا معقول انتظام کریں، اور حکومت کو چاہئیے کہ وہ ہر خاتون بنیادی ضروریات کی تعلیم خواہ وہ دنیاوی ہوں یا دینی سہولت کے ساتھ حاصل کر سکے، اور اس کے حصول میں کسی قسم کی رکاوٹ نہ آئے، اس مقصد کے لئے

آپ ﷺ نے خود تعلیم کی ابتدا فرمائی اور خوتین کو تعلیم دینے کے لئے الگ دن مقرر فرمائے

"حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ عورتیں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور اپنی عرض پیش کی کہ مرد ہم سے آگے نکل گئے ہیں (دین تعلیمات کے معاملے میں)، لہذا آپ ﷺ ہمارے علمی استفادے کے لئے بھی ایک دن مقرر فرمادیں آپ ﷺ نے مزید ایک دن مقرر فرمادیا، اس دن آپ ﷺ انہیں دین کی تعلم دیتے اور نہیں نصیحت فرماتے"41

"طلب العلم فریضة علی کل مسلم و مسلمة"[42]

علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے.

خواتین اسلام نہ صرف خود تعلیم حاصل کرتیں بلکہ تعلیم کے فروغ میں حصہ بھی لیتیں، حضرت عائشہ بنت طلحہ روایت کرتی ہیں کہ:

"میں حضرت عائشہ کے پاس رہتی تھی، میرے پاس ہر شہر سے لوگ آتے جو حصول علم کی غرض سے سوالات کیا کرتے تھے، اور بوڑھے لوگ بھی آتے تھے کیوں کہ انہیں معلوم تھا کہ میں ان کی خادمہ ہوں، میرے ساتھ بہنوں جیسا

سلوک کرتے تھے اور میرے ذریعے حضرت عائشہ کی خدمت میں ہدیہ پیش
کرتے تھے، بہت سے مختلف شہروں سے خطوط بھی لکھتے تا کہ میں حضرت عائشہ
سے معلوم کر کے جوابات لکھ دوں، میں عرض کرتی اے خالہ فلاں کا خط آیا ہے
اور ساتھ اس کا ہدیہ بھی ہے، تو حضرت عائشہ فرماتیں کہ اے بیٹا اس کو جواب
دے دو اور اس کے بدلے میں بھی کچھ بھجوا دو اگر تمھارے پاس دینے کے لئے
کچھ نہیں تو مجھے بتا دینا میں دے دوں گی کچھ نہ ہونے کی صورت میں وہ ہدیئے کے
لئے کچھ نہ کچھ دے دیا کرتیں اور میں خط کے ساتھ بھیج دیا کرتی" [43]

عورتوں اور بچیوں کا مردوں سے تعلیم حاصل کرنا بھی جائز ہے بہتر تو یہی ہے کہ بچیوں کے لئے خواتین اساتذہ کا انتظام کیا جائے مگر یہ سہولت میسر نہ ہو تو اس صورت میں مرد اساتذہ کا انتظام کیا جا سکتا ہے اس کی مثال عہد نبوی ﷺ میں ملتی ہے۔

"چونکہ حضور خواتین کی تعلیم و تربیت کا اہتمام فرماتے تھے، مسجد نبوی میں ہفتے کا
ایک دن خواتین کے لئے مخصوص کرنے کا ذکر بھی ملتا ہے"44

حضرت عمر کے دور میں اس سلسلے کو مزید وسعت حاصل ہوئی آپ نے خواتین کی تعلیم پر خاص توجہ دی

"خواتین کے باقاعدہ الگ مدرسے قائم کئے گئے اور ان کے دور میں جبری
تعلیم رائج کی گئی45 "

صرف یونیورسٹیز کی سطح پر ہی طلبہ و طالبات کے الگ ادارے نہیں ہونے چاہیں بلکہ آغاز تعلیم سے ہی الگ الگ ادارے قائم کئے جائیں یہ مطالبہ کوئی نئی چیز نہیں، پاکستان کے پہلے وزیر اعظم شہید ملت لیاقت علی خان نے ایک موقع پر اس مسئلے پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا تھا

"ان واہی باتوں کو مسلمان سننا بھی گوارا نہیں کرتے کہ لڑکوں اور لڑکیوں کی
مشترکہ تعلیم ہو، آج تک مشترکہ تعلیم کا کوئی ایسا فائدہ کسی نے بیان نہیں کیا ہے
جو دل نشین ہو ممکن ہے کہ مسلمانوں میں بعض افراد ایسے ہوں جو مخلوط تعلیم
کے موید ہوں، مگر مسلمانوں کی ساری قوم اس کے خلاف ہے۔[46]"

تعلیم بالغاں:

تعلیم بالغاں کی اہمیت مسلم ہے، بڑی عمر کے بہت سے افراد کم عمری میں تعلیم حاصل نہیں کر پاتے اور بچپن میں کسی مجبوری اور لاپرواہی کی بنا پر یا وسائل کی کم کی بنا پر تعلیم جیسی نعمت سے محروم رہ جاتے ہیں، اسلام میں تعلیم کے لئے کوئی عمر مقرر نہیں کی، صحابہ کرام نے عمر رسیدگی میں بھی علم حاصل کیا یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام ؓمیں ایسے صحابہ بڑی تعداد میں نظر آتے ہیں جنہوں نے نہ صرف بڑی عمر میں تحصیل علم کیا، بلکہ مرتبہ کمال کو پہنچے۔ یہ سلسلہ بعد کے زمانے میں بھی جاری رہا، حکومت وقت اگر ملک کے حالات میں تبدیلی چاہتے ہیں تو ملک میں تعلیم بالغاں کا سلسلہ شروع کرے حضرت عمر فرماتے ہیں کہ:

> "تم لوگ سردار بنائے جانے سے قبل علم حاصل کرو(یعنی تعلیم حاصل کرو) نبی ﷺ نے صحابہ نے علم بڑی عمر میں حاصل کیاہے"[47]

اسی غرض کے لئے ہمارے ہاں بھی تعلیم بالغاں کے ادارے بنائے جائیں جہاں بڑی عمر کے مرد وخواتین علم حاصل کریں اور دینی و دنیاوی معلومات حاصل کریں اور اپنی زندگی کو اسلامی اصولوں کے مطابق گذار سکیں

غیر مسلموں کی تعلیم

اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کے بنیادی حقوق کے تحفظ کے ساتھ ان کی تعلیم وتربیت کا بھی اہتمام کیا جاتا رہا، تاریخ مثالوں سے بھری پڑی ہے کہ غیر مسلموں کو مذہبی، معاشرتی، معاشی، سیاسی اور تعلیمی سرگرمیوں کی مکمل آزادی دی گئی۔

> "ایک نظام تعلیم ہی کیا، اسلامی ریاست کے تمام امور ہی اسلامی نظام کے تحت چلتے ہیں، مگر خود یہ نظام تمام غیر مسلموں کو ان کے مذہبی و تعلیم معاملات میں مکمل آزادی دیتاہے اور اس بات کی ضمانت آپ ﷺ نے اپنے پہلے معاہدے میثاق مدینہ میں غیر مسلموں کو دی ہے"[48]

اس لیے اسلامی نظام میں ان کے حقوق اور تعلیمی ضرورتوں کا خیال رکھا جانا ضروری بھی ہے اور لازمی بھی ہے۔

تخصصات

عام تعلیم کے ساتھ ساتھ اعلیٰ تعلیم پر توجہ دی جائے اور خاص موضوعات پر سپیشلائزیشن (Specialization) کی بہت زیادہ اہمیت ہے اور قرآن مجید میں اس بات کی طرف توجہ دلائی گئی اور فرمایا:

"فلولا نفر من کل فرقة منهم طائفة لیتفقهوا فی الدین"[49]

سو کیوں نہ نکلے ہر گروہ میں سے کچھ لوگ، تاکہ دین کی سمجھ پیدا کریں۔"

اس آیت میں اس بات پر توجہ دلائی گئی ہے کہ

"ولتکن منکم امة یدعون الی الخیر ویأمرون بالمعروف وینهون عن المنکر[50]

تم میں ایسا گروہ ایسا ہونا چاہیے جو لوگوں کو خیر کی طرف بلائے، نیکی کی دعوت دے اور برائی سے روکے.

ذریعہ تعلیم:

ذریعہ تعلیم وہی زبان بن سکتی، جس پر بچہ جلد عبور حاصل کر سکتا ہو، اس پر صرف مضمون کا بوجھ پڑے اور یہ اسکی قومی زبان ہو سکتی ہے یا پھر قومی زبان اور اس بات پر موجودہ دور کے ماہرین متفق ہیں کہ:

"سب سے زیادہ مؤثر ذریعہ تعلیم طالب علم کی اپنی مادری زبان کے علاوہ کوئی اور زبان نہیں ہو سکتی ہم گذشتہ پچپن برسوں میں لاتعداد تجربے کر کے دیکھ چکے ہیں مگر بانی پاکستان قائد اعظم کے اعلان اور سپریم کورٹ کے فیصلے کے باوجود آج تک اردو کو ذریعہ تعلیم اور دفتری زبان قرار نہیں دیا جاسکا"[51]

نبی ﷺ بھی ہر قوم و قبیلے سے اس کے مخصوص لب و لہجے میں بات کیا کرتے تھے اور آپ ﷺ ہی کا فرمان مبارک مجھے حکم دیا گیا ہے کہ

"میں لوگوں سے ان کے فہم ودانش کے مطابق گفتگو کیا کروں[52]

کھیل (ہم نصابی سرگرمیاں):

انسانی صحت کے لئے کھیل کود ضروری ہے اور تعلیم کے لئے صحت اہم ہے اس لئے اسلام میں صحت کی بھی اہمیت ہے اور کھیلوں کی بھی اجازت دی ہے بقدر ضرورت عربی مقولہ ہے

"جائز کھیلوں کو اتنا وقت دو جتنا کھانے میں نمک ہوتا ہے"[53]

تعلیم اور معاشرہ کا باہمی تعلق:

واضح رہنا چاہئے کہ کسی بھی تعلیمی ادارے یا نظامِ تعلیم کے لئے محض ایک مثالی نظامِ تعلیم و تربیت دے دینا ہی کافی نہیں اور کسی ادارے میں تعلیم و تربیت کے مثالی ہو جانے کا بھی یہ مطلب نہیں کہ ایسے لوگ مستقبل میں اپنے تحصیل علم کے اہداف و مقاصد پورے کر پائیں۔

"تعلیم کا معاشرے سے بڑا گہرا اور براہِ راست تعلق ہے جو مختصراً یہ ہے کہ تعلیم معاشرے کو مطلوبہ سمت میں نشو و نما کے لئے درکار افراد فراہم کرتی ہے۔ افراد سے ہی معاشرہ وجود میں آتا ہے اور ان میں تعلیم یافتہ اور باصلاحیت افراد اپنے معاشرہ کو مخصوص سمت ترقی دیتے ہیں۔ لوگ مخصوص پہلو پر اپنی صلاحیتوں کو پروان چڑھاتے اور بعد میں معاشرے میں اپنی خدمات انجام دے کر معاشرتی عمل میں جذب ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ اگر کوئی معاشرہ سائنس و ٹیکنالوجی کی سمت پیش قدمی کرنا چاہتا ہے تو وہاں سائنس و ٹیکنالوجی کے علوم کے ماہرین کی بڑی ضرورت موجود ہو جانے کے سبب بڑی آسانی سے کھپت ہو جاتی ہے اور یہ معاشرہ ایسے ماہرین کو تحصیل علم کے بعد مصروفیت، عزت اور شخصی و علمی ارتقاء کے امکانات فراہم کرتا ہے جس کے نتیجے میں اس رخ پر معاشرے کی ترقی ہونا ممکن ہو جاتی ہے۔ ایسا معاشرہ جو دینی اہداف و مقاصد کی بجائے خالصتاً مادی ترقی پر کاربند ہو، تو ایسے معاشروں میں دینی علوم کے ماہرین کی کھپت تو دور کی بات، ان کی صلاحیتوں سے استفادہ بھی نہیں کیا جاتا، یوں اس مخصوص میدان میں ان کی صلاحیتیں پروان چڑھنے سے بھی محروم رہ جاتی ہیں اور معاشرہ اس سمت تنزل کا شکار ہو جاتا ہے"[54]

خدمتِ خلق کا وسیع تر معاشرتی تناظر:

اسلام خدمت خلق اور حقوق العباد کو ایک وسیع تر معاشرتی تناظر میں دیکھتا ہے خصوصاً بنیادی دعوتی مقصد کے حصول کے لیے اس پہلو کو اپنی سرگرمیوں میں خصوصی ترجیحی مقام دیں۔

"اس حوالے سے سب سے پہلے صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اللہ کے بندوں کو طبی سہولیات فراہم کرنے کی طرف توجہ کی جائے۔ یہی شکل تعلیم گاہوں میں اختیار کی جانی چاہیے، کہ والدین کے ساتھ کس درجے کا رابطہ رکھا گیا ہے؟ تعلیم اور خدمت خلق دراصل دعوت کے وسیلے ہیں۔ ان کا مقصد نہ صرف اللہ کے بندوں کی جسمانی صحت ہے بلکہ ان کی اخلاقی وروحانی ترقی اور فکری اصلاح بھی اس کا ایک اہم مقصد ہے"[55]

پاکستان کی موجودہ تعلیمی صورتحال:

اسلامی جمہوریہ پاکستان ایک نظریاتی مملکت ہے۔ جہاں تعلیم کو نظریہ پاکستان کے استحکام کا وسیلہ بننا چاہیے۔ پاکستان میں اس ضرورت کا احساس ہمیں قیامِ پاکستان کے فورا بعد ہی بانیٔ پاکستان قائد اعظم محمد علی جناحؒ نے پہلی تعلیور کانفرنس ۱۹۴۷ء کے نام اپنے پیغام میں یوں دلایا:

"اپنی تعلیمل پالیسی اور پروگرام کو ایسے خطوط پر چلانا چاہیے جو ہمارے لوگوں کے مزاج کے مطابق ہوں۔ اور ہماری تاریخ اور ثقافت سے ہم آہنگ ہوں"[56]

ایک چینی کہاوت ہے، تمھارا منصوبہ اگر ایک سال کا ہے تو فصل کاشت کرو اگر دس سال کا ہے تو درخت لگاؤ، اگر منسوبہ دائمی ہے تو تو تعلیم یافتہ افراد پیدا کرو کیونکہ تعلیم ہی وہ عمل ہے جس سے قوم کی تعمیر ہوتی ہے، چین اور مشرقی ایشیاء کے تمام ممالک نے اس کہاوت پر عمل کر کے بہت فائدہ اٹھایا۔

"پاکستان ایک مسلم ملک ہونے کی حیثیت سے تعلیم پر توجہ دینے کا زیادہ مجاز ہے۔ کیونکہ یہ ہمارے دین کا حصہ ہے۔ لیکن موجودہ صورتحال اس بات کی غماز ہے کہ پاکستان میں تعلیم کو وہ اہمیت نہیں دی جارہی جو دینی چاہیے۔ یہ ہمارے ملک کی بدقسمتی ہے کہ ہم ستاسٹھ سالوں میں تعلیم کی طرف توجہ نہ دے سکے۔ اب بھی ہماری نصف آبادی اندھیروں میں ٹامک ٹوئیاں مار رہی ہے"۔[57]

اس وقت وطنِ عزیز میں مروجہ تعلیمی نظام کی بنیاد، زندگی میں تقسیم کے اصول پر ہے۔ چنانچہ اس طرح جو ذہن پیدا ہوتا ہے وہ انسانی زندگی کو دنیاوی اور روحانی خانوں میں تقسیم کرتا ہے۔ ایک کا تعلق اس کے ذاتی روحانی سکون سے ہے اور دوسرے کا تعلق مادی ترقی قوت اور دولت سے ، اسلام تمام علوم کو وحیِ الٰہی کی روشنی میں مادی اور تجرباتی معیار کی جگہ ابدی اخلاقی اصولوں کے ساتھ

ہم آہنگ کرنا چاہتا ہے۔ معاشرے میں عدلِ اجتماعی کے قیام کے لیے تمام اطلاقی علوم (Applied Sciences) کی تدوینِ جدید کے ذریعے ایک ہمہ گیر فکری انقلاب کو ضروری قرار دیتا ہے۔ اسلام رنگ و نسل، جنس اور زبان کی قید سے بلند ہو کر معاشرے کے ہر فرد پر کم از کم اتنی تعلیم کا حصول فرض قرار دیتا ہے، جس سے وہ شعوری طور پر ہر عمل کے اخلاقی یا غیر اخلاقی ہونے کا فیصلہ کر سکے اور حلال و حرام میں تمیز کے قابل ہو، اسے طہارت اور نجاست کا فرق معلوم ہو۔ یہ طہارت محض جسمانی نہیں، فکری بھی ہے اور معاملات کی بھی۔

پاکستان میں سکولوں کی تعداد:

"پاکستان میں پرائمری سکولوں کی تعداد ۳۶۱۷۵ ہے۔ ہائی سکولوں کی تعداد ۶۲۵۶ ہے اور ہائیر سکنڈری سکولوں کی تعداد ۶۷۴ ہے۔ پاکستان میں گورنمنٹ سکولوں کی تعداد ۱۴۲۲۷۹ ہے جن کو [58] حکومت نے عمارتیں فراہم کی ہیں جبکہ پاکستان میں کچھ ایسے سکول بھی موجود ہیں جن کی عمارتیں نہیں ہیں ان سکولوں کی تعداد ۱۱۰۹۶ ہے"۔[59]

پاکستان میں شرح خواندگی:

موجودہ صدی کے شروع ہونے کے وقت ۲۰۱۵ء تک ہمیں یو این او کی طرف سے ۸۰ فیصد خواندگی کا ٹارگٹ دیا گیا تھا۔ ہمارا خواندگی کی سطح اب بھی ۵۴ فیصد شمار ہوتی ہے۔ سرکاری طور پر شرح خواندگی ۵۸ فیصد بتائی جاتی ہے لیکن آزاد تحقیقات کے مطابق یہ ۵۰ فیصد شمار کی جاتی ہے۔[60]

مختلف تحقیقات کے مطابق شرح خواندگی مندرجہ ذیل ہے،

Over all

41%:	illiterate
32%:	under Metric
17%:	Metric and higher secondary
10%:	graduate and post graduate[61]

ایک قوم۔۔۔ایک نظام تعلیم:

پورے ملک کے لوگوں کے لیے ایک تعلیمی نظام کا ہونا بہت ضروری ہے۔ طبقاتی تعلیم کی بجائے تمام بچوں کو یکساں سہولتوں کے ذریعے اپنی صلاحیتوں کو جلا دینے کے مواقع مہیا ہوں۔ ہمارے

ملک میں ایک تعلیمی نا سم نہیں ہے۔ تعلیمی نظامات کی تعداد بڑھنے سے پاکستان میں ایک قوم کی بجائے کئی اقوام تیار ہو رہی ہیں پاکستان میں ظاہراً تین (۳) بڑے تعلیمی نظام ہیں۔

"انگلش میڈیم، اردو میڈیم، اور دینی مدارس۔ انگلش میڈیم اور پرائیویٹ اداروں میں طالبعلموں کی شرح ۴۰ فیصد ہے۔ رجسٹرڈ دینی مدارس کی تعداد ۲۰ ہزار ہے اور ان میں زیرِ تعلیم طلباء کی تعداد ۳۵لاکھ ہے"[62]۔

تعلیمی پالیسی:

قیام پاکستان سے لے کر آج تک ملکی نظام تعلیم کی اصلاح کیلیے متعدد تعلیمی پالیسیاں وضع کی گئی ہیں مگر ان میں سے اکثر پالیسیاں آئین وضع ہونے سے بیشتر ہی تشکیل اور نافذ ہوئی ہیں۔ فی الوقت پاکستان میں قومی تعلیمی پالیسی اور سکیم آف سٹڈیز کے نام سے بعجلت تیار کی گئی۔ تعلیمی پالیسی جو ۲۰۰۶ء میں منظور کی گئی تھی جو اس وقت رائج ہے۔

نصابات میں تبدیلی:

آرٹس کے مضامین کے نصاب کو تبدیل نہیں کیا گیا بلکہ چالیس سالہ پرانا نصاب قائم رکھا گیا ہے جبکہ سائنس کے مضامین کے نصاب ۲۰۱۲ء میں تبدیل کئے گئے تھے۔[63]

ہمارا نظام تعلیم دو طرح کے نظام پر مشتمل ہے:

ہمارا موجودہ نظام تعلیم مختلف جہتیں رکھتا ہے۔

دینی نظام :

1. یہ ایک حقیقت ہے کہ آج دینی مدارس میں اسلامیات کا جو نصاب پڑھایا جارہا ہے یونیورسٹی میں ایم اے کی سطح پر پڑھایا جانے والا نصاب اس کا صرف ایک حصہ ہے۔

2- دینی مدارس میں آج کے گئے گذرے دور میں بھی استاد و شاگرد کے باہمی تعلق واحترام کی رویت بھی موجود ہے

3۔ ان کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اسکول وکالج کے مقابلے میں ان مدارس کے اخراجات کم ہیں ان کی خواندگی میں اضافے میں ان کی مثالی خدمات ہیں ایک سروے کے مطابق پاکستان میں دینی مدارس کی تعداد تین ہزار سے زیادہ ہے[64]

عصری تعلیم:

اساتذہ و طلبا دونوں میں فاصلہ بڑھ رہا ہے جس کا اہم سب قابلیت میں کمی اور ٹیوشن کی روایت ہے انگریزی کو وجہ فضیلت سمجھ لیا گیا ہے جس کی وجہ سے انگریزی صحیح طرح آپاتی ہے نہ ہی علم پر قدرت ہوتی ہے۔ بہت سے شعبوں میں پاکستانی ماہرین بیرونی دنیا میں ہاتھوں ہاتھ لئے جاتے ہیں

پرائیویٹ اسکول و کالج طبقاتی تقسیم پیدا کر رہے ہیں، ابتدائی تعلیم سے میٹرک تک پرائیویٹ اسکولوں میں نصاب باہر کا درآمد شدہ ہے جو ہماری مذہبی، تہذیبی واخلاقی روایات سے یکسر مختلف ہے بلکہ ان سے متضاد ہے فکری اعتبار سے ایک خطرناک صورت حال مشنری تعلیمی اداروں میں ہمارے ہاں خوب داخلوں کا رجحان ہے جس کا سبب ان کی انتظامی خصوصیات ہیں، مگر ان میں عیسائیت وغیرہ کی تعلیم ہو رہی ہے۔ امتحانات کا نظام مکمل اصلاح طلب ہے[65]۔

مثالی نظام تعلیم کی تشکیل:

ایک مثالی اسلامی معاشرہ میں ہر فرد کو تعلیم یافتہ ہونا چاہیے۔ نبی اکرم ﷺ نے

"' طلب العلم فریضة علی کل مسلم"[66]

فرما کر اسلامی معاشرہ کے ہر فرد کے لیے حصولِ علم کو لازمی قرار دے دیا۔ اسلامی نظریہ کے مطابق علم، تربیت سے علیحدہ نہیں۔ دینِ اسلام حصولِ علم کے ساتھ ساتھ انسان کی سیرت و کردار کو اعلیٰ اخلاقی و تہذیبی اقدار کے سانچے میں ڈھالتا ہے۔ تعمیرِ سیرت اور تربیت کے لیے قرآنی اصطلاح تزکیہ نفس ہے۔

"تزکیہ کے معنی ہیں پاک کرنا، ابھارنا اور نشوونما دینا، وسیع معنی میں اس کا مطلب زندگی سنوارنا اور زندگی سنوارنے میں خیالات، اخلاق، عادات، معاشرت، تمدّن، سیاسیات غرض ہر چیز کو سنوارنا شامل ہے۔"[67]

- عہدِ حاضر میں بے خدا تہذیب کے غلبہ اور اثرات کی وجہ سے ہمارا نظامِ تعلیم، تعلیم یافتہ لیکن بے کردار نسل تیار کر رہا ہے۔ ہمارے ملک میں بہت سے نجی تعلیمی ادارے ایسے ہیں جن میں انگریزی نظامِ تعلیم رائج ہے ان اداروں سے مغربی طور طریقوں اور سانچوں میں ڈھلے ہوئے

افراد فارغ التحصیل ہو رہے ہیں۔ جن کے نزدیک اسلام کی اعلیٰ اخلاقی اقدار اور تہذیبی روایات فرسودہ اور دقیانوسیت پر مبنی ہیں

- سرکاری تعلیمی ادارے بھی تعلیم وتربیت سے قطع نظر مجرد حصولِ علم پر زور دے رہے ہیں۔ چنانچہ طالب علموں کا مقصدِ زندگی زیادہ سے زیادہ نمبر لینا یا ڈگری کا حصول بن گیا ہے
- اساتذہ کرام اپنے معلّمانہ پیغمبرانہ منصب پر توجہ دینے کی بجائے محض ملازمت کر رہے ہیں۔ مغربی تہذیب کے اثرات کی بناء پر استاد اور شاگرد کے مابین احترام وتقدّس کا تعلق ناپید ہو رہا ہے۔ لہٰذا استاد کے لیے لازم ہے کہ وہ خود اپنی نگاہ میں معزز و محترم ہو۔ اپنے منصب و پیشے کو قابلِ تکریم سمجھتا ہو۔ قول و فعل میں ہم آہنگی رکھتا ہو۔ تاکہ اس کی سیرت و کردار طالب علم کے لیے مشعلِ راہ بنے۔ علامہ آجری نے استاد کی درج ذیل صفات بیان کی ہیں

"فمن صفته أن يكون لله شاكرًا وله ذاكرا، دائم الذّكر۔۔۔ متأدب بالقرآن والسنة، لا ينافس اهل الدنيا في عزها ولا عجزع من ذلها، يمشي على الارض هونا بالسكينة والوقار ومشتغل قلبه بالفهم والاعتبار"[68]۔

قرون اولیٰ کے مسلمان ایک استاد کو کس طرح اسوۂ سمجھتے تھے۔ بقول الاعمش:

"كانوا يتعلّمون من الفقيه كل شئی حتی لباسه ونعليه[69]۔"

"وہ لوگ فقیہہ سے سب کچھ سیکھتے تھے۔ یہاں تک کہ اس کے لباس اور جوتے پہننے کا طریقہ بھی"

تعلیم و تدریس کے دوران عالم کی آواز نہ بہت اونچی ہو اور نہ ہی پست۔ حضرت عطاء بن ابی رباح بڑے اونچے درجے کے تابعین میں سے ہیں۔ علم تفسیر و حدیث میں ان کا مقام مسلّم ہے۔ ان کا قول ہے کہ

"عالم کو چاہئے کہ اس کی آواز اس کی اپنی مجلس سے آگے نہ بڑھے۔[70]

- آج کے دور میں شاگردوں کا رویہ بھی اصلاح طلب ہے، تلامذہ کے لیے لازم ہے کہ وہ درس و تدریس کے دوران خاموشی سے بیٹھیں۔ حصولِ تعلیم کے سلسلہ میں صحابہ کرامؓ کا نظم وضبط نہایت مثالی تھا۔ روایات میں آتا ہے کہ

"صحابہ کرامؓ مجلس نبوی ﷺ میں اس طرح خاموش ہو کر بیٹھتے تھے گویا کہ ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہوں[71]

اسلام میں استاد کی حیثیت روحانی باپ کی ہے۔ طلباء کے اندر اس شعور کو اجاگر کرنے کی ضرورت ہے کہ وہ اساتذہ کرام کے ادب واحترام میں کسی قسم کی کمی نہ آنے دیں۔

- نصاب تعلیم میں تربیتی پہلو کم نظر آتا ہے، اسلام تعلیم وتربیت کے ہمہ گیر نظام کے ذریعے افرادِ معاشرہ کی فکر اور ان کے کردار واعمال کو تہذیب وشائستگی سے آراستہ کرتا ہے۔ ضروری ہے کہ اس نظامِ تعلیم میں ایسا نصابِ تعلیم رائج ہو جو اسلامی تہذیب ومعاشرت کی عکاسی کرتا ہو۔ بقول پروفیسر محمد سلیم:

  ''درسی کتب کا مجموعہ تہذیبی پس منظر اسلامی ہو۔ صرف لسانیات وادب سے ہی نہیں ہر کتاب سے، حتیٰ کہ ریاضی کی کتاب سے بھی تہذیب ومعاشرت کی عکاسی ہوتی ہے کہ عبارتی سوالات میں کس طرح کے تصوّرات پیش کیے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی دیگر کتابوں میں ناموں، مثالوں، قصوں اور کہانیوں اور علامتوں کے انتخاب سے مسلمانوں کی اپنی تہذیب وتمدّن کا اظہار ہو"72

- دورِ جدید میں ہم نصابی سرگرمیوں کے نام پر کالجز اور یونیورسٹیز میں ناچ گانے پر مبنی تقریبات کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ بعض اوقات فنکاروں اور گلوکاروں کو بھی مدعو کیا جاتا ہے۔ اسلام تفریح کے نام پر ایسی سرگرمیوں کا قائل نہیں جو نسلِ نو کو بے حیائی اور ہلاکت کے مہیب غار میں دھکیلنے والی ہوں۔ بقول پروفیسر محمد سلیم:

  ''ہم نصابی سرگرمیاں سستی نعرہ بازی، بھونڈے پن اور جذباتیت کا مظہر نہ ہوں۔ نصب العین کی پاکیزگی، خیال کی گہرائی اور ندرت، حقائق پسندی اور اظہار کی تاثیر کا نمونہ ہوں۔ یہ سرگرمیاں اسلامی اقدار کی ترجمان ہوں۔ ان کے ذریعے ایسا ثقافتی عمل جاری ہو۔ جو نئی نسل میں ذہنی انتشار وآوارگی پھیلانے، تعیش کی طرف مائل کرنے اور جنسی ہیجان پھیلانے والا نہ ہو۔ بلکہ ضبطِ نفس، ایثار اور جوشِ کردار پیدا کرنے والا ہو[73]۔''

"قوموں کا رسم الخط اور تحریر ان کے مخصوص مزاج اور ذہنیتوں کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ اسلامی معاشروں میں رسم الخط اور فنّ خطاطی کی بہت زیادہ اہمیت رہی

ہے۔خود نبی اکرم ﷺ نے جنگِ بدر کے ان اسیر ان سے جو فدیہ نہیں ادا کر سکتے تھے ان کو اس شرط پر رہا کیا کہ مدینہ میں رہ کر لوگوں کو لکھنا سکھا دیں"[74]

صحابہ کرامؓ میں سے حضرت عبادہ بن الصامتؓ لوگوں کو قرآن کی تعلیم کے ساتھ ساتھ فن خطاطی بھی سکھاتے تھے[75]۔

- پاکستان میں اردو اور اسلامیات کے سوا باقی تمام مضامین میں ذریعہ تعلیم اردو کے بجائے انگریزی زبان ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ طالب علم نہ اردو میں ماہر ہوتے ہیں اور نہ ہی انگریزی تحریر پر عبور حاصل کر پاتے ہیں۔ خوش خطی جو مدارس کی تعلیم کا لازمی جزو تھا اب مفقود ہوتا جا رہا ہے خوبصورت تحریر، خوبصورت شخصیت کی آئینہ دار ہوتی ہے۔ خطاطی سے سمجھداری، خوداعتمادی، قوتِ ارادی اور تعلیمی کارکردگی میں اضافہ ہوتا ہے۔ دینِ اسلام فن تحریر میں نفاست اور خوبصورتی پر زور دیتا ہے۔

"چنانچہ احادیث سے تحریر و کتابت میں نفاست اور صفائی کے اصول بھی ملتے ہیں۔ مثلاً کاغذ کو موڑنے سے پہلے اس کی سیاہی کو ریگ ڈال کر خشک کر لو"[76]

مثالی نظام تعلیم میں معلم کو مرکزی حیثیت حاصل ہے معلم بہترین ہو گا تو ایک مثالی نظام تعلیم وجود میں آئے گا

> Dr. Wahab said that the day is observed to know the role of teachers in nation building but it seems today our teachers are not committed towards their duties; that is why problems are increasing instead of being resolved[77]

- نصاب تعلیم کو از سر نو اسلامی اصولوں کے مطابق مرتب کیا جائے اور نو آبادیاتی دور کے نظام تعلیم سے چھٹکارا حاصل کیا جائے
- جدید علوم و فنون کو قوم میں پھیلایا جائے تاکہ قوم ترقی کی راہ پر گامزن ہو، دورِ جدید کے تمام علوم و فنون میں سے مفید علوم کا انتخاب کیا جائے اور ان علوم جدیدہ کو اپنی اقدار روایات کے مطابق ڈال کر اپنے نوجوانوں میں منتقل کیا جائے
- تمام عصری علوم بشمول سائنس، معاشیات، سیاسیات، فلسفہ وغیرہ کی تشکیل نو کی جائے ان مضامین میں سے غیر اسلامی تصورات کو نکال کر اسلامی تصور کو نمایاں مقام دیا جائے۔

- نجی تعلیم اداروں کو کسی نظم وضبط کا پابند کیا جائے اور یہاں پر پڑھایا جانے والا نصاب اسلامی و قومی اقدار و روایات کا امین ہو
- قومی زبان کو فروغ دیا جائے عام بول چال میں انگریزی زبان کا بے تحاشا استعمال پاکستانی قوم کا نہ صرف وطیرہ بن چکا ہے بلکہ اسے تہذیب وشائستگی کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ بول چال کے علاوہ رفتہ رفتہ تحریروں میں بھی انگریزی الفاظ کا کثرت سے استعمال لمحہ فکریہ ہے۔ اردو مضامین ناول اور کہانیوں میں انگریزی الفاظ کا بکثرت استعمال قوم کی ذہنی غلامی کی عکاسی کرتا ہے۔ دو دو زبانوں میں لکھی جانے والی تحریر لکھنے والے اور پڑھنے والے دونوں کی شخصیتوں کو متلون مزاج اور ملمع ساز بنا دیتی ہے۔ مہذب اور شائستہ انسان کبھی متلوّن مزاج اور ملمع ساز نہیں ہوتا۔ لہٰذا اردو رسم الخط، فن تحریر اور خوش خطی کو ترویج دینے کی حکمتِ عملی کی ضرورت ہے۔
- طبقاتی نظام تعلیم کا خاتمہ ہونا چاہئیے تمام طلبہ وطالبات کو ایک جیسا نظام تعلیم میسر ہو انگلش میڈیم اور اردو میڈیم کی تفریق نہ ہو
- اساتذہ کو معاشرے میں معزز مقام دیا جائے اور انہیں معقول تنخواہیں دی جائیں
- تعلیم کے شعبے میں آج پاکستان میں کل بجٹ کا 2 فیصد تعلیم کی مد میں خرچ کیا جارہا ہے[78]

تجاویز وسفارشات:

اس مسئلے کا حل ایک ایسے مثالی نظام تعلیم کی تشکیل میں ہے جس میں

- تعلیم سب کے لئے لازمی ہو
- جبری تعلیم ہو
- مفت تعلیم دی جائے
- خواتین کی تعلیم پر توجہ دی جائے
- معذورں کا خاص خیال ہو تعلیم اداروں میں انہیں بھرپور توجہ دی جائے
- حکومت اپنے بجٹ کا کثیر حصہ تعلیم پر خرچ کرے کیوں کہ تعلیم ملک کی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کرتی ہے۔
- طبقاتی نظام تعلیم کو ختم کیا جائے

● قومی زبان کو ذریعہ تعلیم بنایا جائے تا کہ قومی زبان کو فروغ بھی ملے۔

خلاصہ بحث:

تعلیم کا معاشرے سے بڑا گہرا اور براہِ راست تعلق ہے جو مختصراً یہ ہے کہ تعلیم معاشرے کو مطلوبہ سمت میں نشوونما کے لئے درکار افراد فراہم کرتی ہے۔ افراد سے ہی معاشرہ وجود میں آتا ہے اور ان میں تعلیم یافتہ اور باصلاحیت افراد اپنے معاشرہ کو مخصوص سمت ترقی دیتے ہیں۔ لوگ مخصوص پہلو پر اپنی صلاحیتوں کو پروان چڑھاتے اور بعد میں معاشرے میں اپنی خدمات انجام دے کر معاشرتی عمل میں جذب ہو جاتے ہیں اس وقت مروجہ تعلیمی نظام کی بنیاد، زندگی میں تقسیم کے اصول پر ہے۔ چنانچہ اس طرح جو ذہن پیدا ہوتا ہے وہ انسانی زندگی کو دنیاوی اور روحانی خانوں میں تقسیم کرتا ہے۔ ایک کا تعلق اس کے ذاتی روحانی سکون سے ہے اور دوسرے کا تعلق مادی ترقی قوت اور دولت سے ، اسلام میں اس بات کی ممانعت ہے اس کی بجائے وہ تمام علوم کو وحیِ الٰہی کی روشنی میں مادی اور تجرباتی معیار کی جگہ ابدی اخلاقی اصولوں کے ساتھ ہم آہنگ کرنا چاہتا ہے۔ معاشرے میں عدلِ اجتماعی کے قیام کے لیے تمام اطلاقی علوم (Applied Sciences) کی تدوینِ جدید کے ذریعے ایک ہمہ گیر فکری انقلاب کو ضروری قرار دیتا ہے۔ اسلام رنگ و نسل، جنس اور زبان کی قید سے بالاتر ہو کر معاشرے کے ہر فرد پر کم از کم اتنی تعلیم حاصل کرنا فرض قرار دیتا ہے، جس سے وہ شعوری طور پر ہر عمل کے اخلاقی یا غیر اخلاقی ہونے کا فیصلہ کر سکے اور حلال و حرام میں تمیز کے قابل ہو ، اسے طہارت اور نجاست کا فرق معلوم ہو۔ یہ طہارت محض جسمانی نہیں، فکری بھی ہے اور معاملات کی بھی۔

حواشی وحوالہ جات

[1] فیروز آبادی / القاموس المحیط / دارالفکر، بیروت / ج4ص153

[2] ایضا

[3] لوئیس مالوف / المنجد / مطبعہ کاتولیکیہ، بیروت، 1947ء / 55

[4] ابن منظور / لسان العرب / نشر ادب الحوزہ، قم ایران 1405ھ ج5، ص416

[5] ابوالحسن، احمد بن فارس بن زکریاء القزوینی الراضی، معجم مقاییس، دارالفکر 1979ء، ج4، ص109

[6] وحید الزماں، قاسمی کیرانوی، القاموس الجدید، ادارہ اسلامیات، لاہور، ص 483

[7] A. S. Honrb, Oxford Advanced Learner .s Dictionary , Oxford University Press, p. 656

[8] لساان العرب،416

[9] الفاطر:28

[10] ایضا

[11] العلق: 5،1

[12] آل عمران18

[13] ابو عبد اللہ، القرطبی، الجامع الاحکام القرآن، دارالمصریۃ، القاہرہ، 1964ء، ج15، ص240

[14] طہ ۱۱۴

[15] فاطر28

[16] سورۃ الزمر آیت9

[17] المجادلہ:11

[18] البقرۃ،۲: ۱۵۱

[19] الجمعہ،۶۲: ۲

[20] علی متقی الہندی / کنز العمال / احیاء التراث الاسلامی، بیروت / رقم28684

[21] ترمذی / ج4ص313

[22] ترمذی، ابو داؤد ص 312، رقم 2691 / ، سلیمان بن اشعث، دارالفکر، بیروت، 1994، ج3، ص313، رقم3641

[23] ترمذی / ج4 / ص313

[24] سنن ابن ماجہ، المقدمہ، ۸۱:۱، رقم: 224

[25] ابن عبد البر، جامع بیان العلم، ۱: 24، رقم:51

[26] صحیح مسلم، کتاب الذکر، ۴: ۲۰۷۴، رقم: ۲۶۹۹

[27] حقانی، عبد القیوم، سراغ زندگی، القاسم اکیڈمی، نوشہرہ، 2001ء ص100

[28] ابن ماجہ، ابو اعبد اللہ محمد بن یزید قزوینی / السنن / طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم، دار لمعرفہ، بیروت، 1998، ج1، ص97، رقم224، طبرانی، المعجم الکبیر / رقم10439

[29] اطہر مبارک پوری، خیر القرون کی درس گاہیں، ادارہ اسلامیات، لاہور، 2000ء، ص49/ محمد یاسین، شیخ، عہد نبوی ﷺ کا نظام تعلیم، غضنفر اکیڈمی، کراچی، 1989، ص58، مولانا عبد المعبود، مکتبہ رحمانیہ، لاہور 2001ء، ص93

[30] شبلی نعمانی/ الفاروق، مکتبہ صدیقیہ، ملتان، 1952، ج2، ص442، ص123/ پروفیسر محمد سید سلیم، اسلام کا نظام تعلیم، پلیسی سٹڈیز انسٹیٹیوٹ، اسلام آباد، ص86

[31] اسلام کا نظام تعلیم، ص86

[32] احمد، ابو عبد اللہ بن محمد بن حنبل الشیبانی/ المسند، داراحیا التراث، 93، ج2 ص241، رقم 650، ترمذی ۔ج4، ص305، رقم2687

[33] الفاروق، ص442

[34] مجلہ تعلیم، انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی سٹڈیز، اسلام آباد، شمارہ 7 پاکستان میں تعلیم

[35] ابن قتیبہ/ عیون الاخبار، بیروت، ج2 ص123

[36] ایضا، ص164

[37] شعب الایمان، ج 2 ص256، ترمذی/ ج3 ص383، رقم1959 ترمذی/ ج 3 ص383، رقم1959

[38] ، ترمذی/ ج3 ص383، رقم1953

[39] ابن سعد، / الطبقات الکبریٰ/ دار لکتب العلمیہ، بیروت، 1997ء ج2، ص50، / یہ واقعات ذیل کے غزوات واسفار میں پیش آئے/ غزوہقر قرہ الکدر/ ص، 23، ج 3، غزوہ بنی سلیم ص 27 ج3۔ غزوہ احد / ص49، ج4، غزوہ بنی نضیر/ ص24 ج5، غزوہ احزاب، ص51 وغیرہ

[40] شروانی، حبیب الرحمنٰ، نابیناعلما مجلس نشریات اسلام آباد، کراچی، ص45

[41] صحیح بخاری، کتاب العلم و کتاب الاعتصام السنہ، باب التعلیم النبی ﷺ امتہ من الرجال والنساء، ۱: ۵۰، رقم:۱۰۱

[42] ابن ماجہ، ابو اعبد اللہ محمد بن یزید قزوینی/ السنن/ طلب العلم فریضۃ علیٰ کل مسلم، دار لمعرفہ، بیروت ،1998، ج1، ص97، رقم224، طبرانی، المعجم الکبیر/ رقم10439

[43] بخاری، الادب المفرد، ۳۸۲:۱، رقم: ۱۱۱۸

[44] صحیح بخاری، کتاب العلم، ۱: ۵۰

[45] اسلام کا نظام تعلیم، ص90

[46] سید مصطفیٰ علی بریلوی، شہید ملت علی خان آل پاکستان ایجوکیشنل کانفرنس، کراچی، ص 63

[47] صحیح بخاری / کتاب العلم

[48] محمد حمید اللہ، ڈاکٹر، الوثائق السیاسیہ / دارالنفائس، بیروت، 1985ء، ص59

[49] التوبہ:122

[50] آل عمرآن:104

[51] محمد یاسین شیخ، عہد نبوی ﷺ کا نظام تعلیم، کراچی، غضنفر اکیڈمی، 1989، ص172

[52] شامی، سبل الہدیٰ والرشاد / ج2، ص94

[53] رب نواز / آنحضرت ﷺ کی تعلیمی جدوجہد، لاہور، ادارہ تعلیم و تحقیق، 2001ء، ص31

[54] حسن مدنی، دینی تعلیم اور معاشرے کی تشکیل، ش331، ج41، مجلس تحقیق اسلامی لاہور، 1 گست 2009ء

[55] انیس احمد، ڈاکٹر، ماہنامہ ترجمان القرآن، فروری 2017ء،

[56] رفیق احمد، پروفیسر، علم التعلیم، پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ، 2000ء، ص70

[57] ایضا، ص71

ا پاکستان میں تعلیم، ڈاکٹر انجم رحمانی۔ ادارہ تعلیم و تحقیق، لاہور، 2015

۲ روزنامہ آواز: ۱۹ نومبر ۲۰۱۵ء

[59] پاکستان میں تعلیم، 45

[60] ایضا، ص54

[61] ایضا، ص55

[62] روزنامہ جنگ، کراچی / 23 اگست 2010ء

[63] سید عزیز الرحمن، ہمارا نظام تعلیم، ماہنامہ الشریعہ، ج6، ش8، گوجرانوالہ، 2016، ص61

[64] ایضا، ص62

[65] سلیم منصور خالد، عالمی ترجمان القرآن، 2012ء ج، ش، ص

[66] ابن عبدالبر، یوسف بن عبداللہ (م ۴۶۳ھ)، جامع بیان العلم وفضلہ، تحقیق: اَبی الاَشبال الزہیری، دارابن الجوزی، المملکۃ العربیۃ السعودیۃ، ۱۴۱۴ھ، ۱۹۹۶ء، ۱/۳۲

67 محمد سلیم، پروفیسر، اسلامی ریاست میں نظام تعلیم، انسٹی ٹیوٹ پالیسی اسٹڈیز، اسلام آباد، ۱۹۹۲ء، ص ۱۴۶

68 الآجری، محمد بن الحسین بن عبد اللہ، ابو بکر، (م ۳۶۰ھ) تعلیق: اسماعیل بن محمد الانصاری، اخلاق العلماء، رئاسۃ ادارات البحوث العلمیۃ والافتاء والدعوۃ والارشاد السعودیہ، س ن، ص ۶۶

69 ابن مفلح المقدسی، الآداب الشرعیۃ فی شرح منظومۃ الآداب تحقیق: شعیب الارناؤوط و عمر القیام، موسسۃ الرسالۃ بیروت، ۱۹۹۹ء، ۲/۱۴۵

70 السمعانی، عبد الکریم بن محمد المروزی، (۵۶۲ھ) ادب الاملاء والاستملاء، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، ۱۹۸۱ء، فصل فی ادب المحلی، ینبغی للمحدث ان یصلح ھئیتہ ویاخذ لروایۃ الحدیث اھبتہ

71 سنن ابو داؤد، کتاب الطب، باب الرجل یتداوی، ۳۸۵۵

72 اسلامی ریاست میں نظام تعلیم، ص 146

73 ایضا، 155

74 ابن سعد، محمد بن سعد بن منیع الزہری، (م ۲۳۰ھ) الطبقات الکبری، تحقیق محمد عبد القادر عطا، دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۹۹۰ء، ۲/۱۶

75 ابن عبد البر یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر القرطبی (م ۴۶۳ (الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، مکتبہ دار الباز مکۃ المکرمہ، س ن ۲/۱۸۳ ابن سعد، محمد بن سعد بن منیع الزہری، (م ۲۳۰ھ) الطبقات الکبری، تحقیق محمد عبد القادر عطا، دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۹۹۰ء، ۲/۱۶ ابن الاثیر، (م ۶۳۰ھ) محمد بن محمد عبد الکریم، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، دار احیاء التراث العربی، بیروت لبنان، س ن، ۳/۱۰۶

76 الکتانی، عبد الحئ، نظام الحکومۃ النبویۃ المسمی بہ التراتیب الاداریہ، دار احیاء التراث العربی، س ن، ۱/۱۲۹

77 Dawn Newspaper on World Teachers Day, 2013

78 BBC, update https://www.bbcupdate.com retrieved 1/4/2017